AL-ʻULŪM **ISSN:** 2709-3484 (Print) | 2709-3492 (Online)https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/about
(January-June) 2025, 6:1(1-23)

”لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح“ کے منہج واسلوب اور مصادر کا تعارفی مطالعہ

مہتاب انور، پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور۔
ڈاکٹر شیراز احمد، لیکچرر، شعبہ علوم اسلامیہ، دی اسلامیہ یونیورسٹی آف بہاولپور، رحیم یار خان کیمپس۔

Introductory study of the style and the sources of *Lamʻāt al-Tanqīḥ fī Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ*

Mehtab Anwer[1]
PhD Scholar, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur
Sheraz Ahmad (PhD)
Lecturer, Department of Islamic Studies, The Islamia University of Bahawalpur, Rahim Yar Khan Campus

Keywords:
Islam, Hadīth, Muhaddith Dehlavī Mishkāt al-Maṣabīḥ, Lama ʻāt al-Tanqīḥ.

Abstract: After the Holy Qur'ān, the second most important source of Islamic law is the Hadīth of the Messenger of Allah (peace be upon him). Like the interpretation of the Qur'ān, the tradition of the interpretation of hadīth has been going on since the era of the Messenger of Allah (peace be on him), as sometimes the Messenger of Allah (peace be on him) used to provide the explanation by himself. It is also clear that the hadīths of the Prophet (peace be on him) is not only the source of understanding the Qur'ān, but they are also the second major guide to the rules of the *Sharī ʻah*. Although jurisprudence was derived from hadiths during the era of the Prophet (peace be on him) and the era of the Companions (may Allah bless them and grant them peace), but due to the excellence and sophistication of their knowledge and understanding, there was no need to separate the rulings derived from ahādīth. Rather, everyone could have easily deduced the rulings of jurisprudence from the ahādīth according to their ability. A link in the same chain is the book *Mishkāt al-Maṣabīḥ* by Khatīb Tabrizī and the book *Lama ʻāt al-Tanqīḥ fī Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ* by Sheikh Abdul Haq Muḥaddith Dehlavī. Due to its importance and usefulness, this book has gained a lot of importance among people and properties. This article attempts to clarify the methodology of *Sharḥ Hadīth* of Sheikh Abdul Haq Muḥaddith Dehlvī in his book.

How to Cite

Anwer, M. ., & Ahmad (PhD), S. . (2025). لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح“ کے منہج و اسلوب اور مصادر کا تعارفی مطالعہ”: Introductory study of the style and the sources of Lamʻāt al-Tanqīḥ fī Sharḥ Mishkāt al-Maṣābīḥ. *Al-ʻUlūm Journal of Islamic Studies*, *6*(1), 1–23. Retrieved from https://alulum.net/ojs/index.php/aujis/article/view/173

[1]. Corresponding author Email: hafizmahtab209@gmail.com

تعارف

کتبِ حدیث میں خطیب تبریزی رحمۃ اللہ کی مشکوٰہ المصابیح عوام و خواص میں مقبول و محبوب رہی ہے۔ مشکوٰۃ المصابیح کی مقبولت کے پیشِ نظر اس کے بے شمار تراجم و شروح کی گئی ہیں جن میں سے ایک نمایاں نام شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی شرح "لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح" بھی ہے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے اس شرح میں دو اہم امور کی طرف توجہ مرکوز رکھی ہے:

۱۔ لغوی اور نحوی مباحث ۲۔ فقہی مسائل

مقالہ ہذا میں "لمعات التنقیح" کا تعارف، شرح کے لیے "مشکوٰۃ المصابیح" کے انتخاب کی وجوہ اور مشکوٰۃ کی طرف قلبی میلان کا سبب اور "لمعات التنقیح" میں مذکورہ بالا دونوں مباحث میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کے منہج و اسلوب کا جائزہ لیا جائے گا۔

لمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح

کتبِ حدیث میں شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا زیادہ میلان مشکوٰۃ المصابیح کی طرف معلوم ہوتا ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں سے: "اشعة اللمعات فی شرح المشکوة"، "لمعات التنقیح فی شرح مشکوة المصابیح"، "جامع البرکات منتخب شرح المشکوة"،"اسماء الرجال و الرویات المذکورین فی کتاب المشکوٰة" اور "الاکمال فی اسماء الرجال علی مشکوة المصابیح" اس پر دال ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں اس قدر شروح کسی اور کتاب کی نہیں ملتی۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کے مشکوٰۃ المصابیح کی طرف میلان اور شروحِ حدیث کے لیے اس کے انتخاب کی چند وجوہات خلیق احمد نظامی نے اپنی کتاب حیات شیخ عبد الحق میں بیان کی ہیں جن کو بالاختصار ذیل میں بیان کیا جا رہا ہے:

- مشکوٰۃ المصابیح میں صحاح کی احادیث جمع کی گئی ہیں۔
- مشکوٰۃ المصابیح کی ترتیب بہت عمدہ ہے۔
- مشکوٰۃ المصابیح اپنی جامعیت کی وجہ سے اہم ہے۔
- مشکوٰۃ المصابیح میں مکمل اسناد نہیں بیان کی گئیں بلکہ صرف صحابی کا نام ذکر کے متن حدیث ذکر کر دیا گیا ہے۔ اس کا فائدہ یہ ہے کہ قاری کی توجہ اصل مقصود یعنی متنِ حدیث کی طرف رہتی ہے۔
- مشکوٰۃ المصابیح میں شافعی مذہب کا رنگ زیادہ نظر آتا ہے جبکہ ہندوستان میں زیادہ تر حنفی مذہب رائج تھا

اس لیے انہوں نے مشکوٰۃ کی شرح کر کے اس کو حنفی مذہب میں ڈھالا ہے[1]۔

مشکوٰۃ المصابیح کی دونوں شروح: "اشعة اللمعات فی شرح المشكوة" اور "لمعات التنقيح فی شرح مشكوة المصابيح" نے عوام وخواص میں بڑی مقبولیت حاصل کی ہے البتہ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے "اشعة اللمعات" عوام الناس کے لیے اور "لمعات التنقيح" بالخصوص اہلِ علم کے لیے تصنیف فرمائی ہے۔ چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ لمعات التنقيح کی وجہ تالیف بیان کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

> "جب میں نے "اشعة اللمعات" (فارسی) شروع کی تو مشکوٰۃ المصابیح کی شروح کے مطالعہ کے دوران بہت سے ایسے معانی و نکات ظاہر ہوئے جن کا فارسی شرح (اشعة اللمعات) میں درج کرنا مناسب نہ تھا کیونکہ بعض اصحاب کے لیے ان معانی و نکات کا فہم آسان نہ ہوتا اور ان معانی کو ضائع کرنا اور بیکار چھوڑنا بھی مناسب نہ تھا۔ یہ معانی غنیمت تھے کہ انہیں لیا جائے۔ تو خیال آیا کہ اگر ایک شرح عربی میں بھی لکھ دی جائے تو یہ زیادہ بہتر، مناسبِ حال اور اہلِ فضل و کمال کا مرجع ہو گی۔ تو ایک طویل مدت کے تردد کے بعد میں نے اللہ سے مدد مانگتے ہوئے اس کتاب (لمعات التنقیح) کا آغاز کیا[2]۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے یہ دونوں شروح اکٹھی شروع کیں اور دونوں پر کام جاری رکھا لیکن تکمیل میں "لمعات التنقيح" "اشعة اللمعات" پر سبقت لے گئی جیسا کہ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

> میں نے مشکوٰۃ کی دونوں شروح: "اشعة اللمعات" اور "لمعات التنقيح" اکٹھی شروع کی تھیں لیکن تکمیل میں "لمعات التنقيح" سبقت لے گئی کیونکہ "اشعة اللمعات" کا مسودہ مفقود ہو گیا تھا اس لیے اس کی تکمیل بعد میں ہوئی[3]۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کا تالیف قلب الالیف میں لمعات التنقیح کو سرِ فہرست ذکر کرنا بھی اس بات کی طرف بھی اشارہ ہے کہ آپ کے لیے تمام تصانیف میں سب سے زیادہ محبوب اور قابلِ فخر تصنیف "لمعات التنقيح" ہی تھی۔

لمعات التنقيح بتحقیق ڈاکٹر تقی الدین الندوی

اس تحقیق کے لیے "لمعات التنقيح" کا دستیاب نسخہ ڈاکٹر تقی الدین الندوی رحمۃ اللہ علیہ کی تحقیق کے ساتھ دس جلدوں میں پہلی بار دار النوادر، دمشق سے ۲۰۱۴ء میں شائع ہوا۔ ان دس جلدوں کے مشمولات کا اجمالی تعارف درج ذیل ہے:

1۔ خلیق احمد نظامی، **حیات شیخ عبد الحق محدث دہلوی** (لاہور: مکتبہ رحمانیہ، س۔ن)، 275-274۔

2۔ شيخ عبد الحق محدث الدهلوی، **لمعات التنقيح فی شرح مشكوة المصابيح** (دمشق: دالنوادر، الطبعة الاولی، 2014ء)، 1:88۔

3۔ شیخ عبد الحق محدث دہلوی، **اشعۃ اللمعات** (لاہور: فرید بک سٹال، مترجم: مولانا سعید احمد نقشبندی، 1981ء)، 25۔

- جلد اول: پہلی جلد میں مقدمات ذکر کیے گئے ہیں جن میں عبد الله بن عبد المحسن الترکی، الشیخ محمد الرابع الحسنی الندوی، موفق بن عبد القادر، الشیخ محمد تقی الدین العثمانی اور ڈاکٹر تقی الدین الندوی کے مقدمات شامل ہیں۔ ان مقدمات کے بعد "لمعات التنقیح" اور "مشکوۃ المصابیح" کا مقدمہ نقل کیا گیا ہے۔ مقدمات کے علاوہ اس جلد میں دو ابواب ہیں: کتاب الایمان اور کتاب العلم۔
- جلد دوم بھی دو عناوین: کتاب الطہارت اور کتاب الصلاۃ پر مشتمل ہے۔
- جلد سوم کتاب الصلاۃ کے بقیہ حصہ پر مشتمل ہے۔
- جلد چہارم چار عناوین: کتاب الجنائز، کتاب الزکوٰۃ، کتاب الصوم اور کتاب فضائل القرآن پر مشتمل ہے۔
- جلد پنجم بھی چار عناوین: کتاب الدعوات، کتاب المناسک، کتاب البیوع اور کتاب الفرائض و الوصایا پر مشتمل ہے۔
- جلد ششم سات عناوین: کتاب النکاح، کتاب العتق، کتاب الأیمان و النذور، کتاب القصاص، کتاب الحدود، کتاب الامارۃ و القضاء اور کتاب الجہاد پر مشتمل ہے۔
- جلد ہفتم کتاب الجہاد کے بقیہ حصے کے علاوہ مزید پانچ عناوین: کتاب الصید و الذبائح، کتاب الأطعمة، کتاب اللباس، کتاب الطب و الرقی اور کتاب الرؤیا پر مشتمل ہے۔
- جلد ہشتم تین عناوین: کتاب الآداب، کتاب الرقاق اور کتاب الفتن پر مشتمل ہے۔
- جلد نہم بھی تین عناوین: کتاب احوال القیامة و بدء الخلق، کتاب الفضائل و الشمائل اور کتاب المناقب پر مشتمل ہے۔ ان میں سے ہر ایک جلد کے آخر میں فہرست ذکر کی گئی ہے۔
- یہاں تک مشکوٰۃ المصابیح کی شرح مکمل ہوئی۔ رہی بات جلد دہم کی تو اس میں حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ سے "المصابیح" کی احادیث سے متعلق کیے جانے والے سوالات اور ان کے جوابات ذکر کیے گئے ہیں۔ ان سوالات کے بعد ۲۴۳ صفحات پر مشتمل خطیب تبریزی کی کتاب "الاکمال فی اسماء الرجال" نقل فرمائی ہے۔

اس کتاب کے دو ابواب ہیں: باب اول: فی ذکر الصحابة و من تابعهم - باب دوم: فی ذکر ائمة أصحاب الأصول۔ باب اول میں "مشکوٰۃ المصابیح" کے رواۃ میں سے صحابہ کرام و تابعین عظام وغیرہما کے احوال و مناقب بترتیب حروف تہجی ذکر کیے گئے ہیں جبکہ باب دوم میں ان ائمہ فقہ و حدیث کے احوال و مناقب بیان کیے گئے ہیں جن کے اصول "مشکوٰۃ المصابیح" میں مذکور ہیں۔ جلد دہم کے آخر میں درج ذیل فہارس ذکر کی گئی ہیں:

فہرس الاحادیث، فہرس الآثار، فہرس اسماء الکتب، فہرس المصادر والمراجع، فہرس اسانید اور فہرس الموضوعات۔

انہی فہارس کے دوران انتہائی اختصار کے ساتھ محقق (ڈاکٹر تقی الدین الندوی) کے احوال و آثار اور تصنیفی خدمات بیان کی گئی ہیں۔

مقدمہ فی مصطلح الحدیث

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے "لمعات التنقیح" کے آغاز میں ایک مقدمہ تحریر فرمایا ہے جو علمِ حدیث کی اہم مباحث، مصطلحات الحدیث اور محدثین کرام اور کتبِ حدیث کے مختصر تعارف پر مشتمل ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے یہ مقدمہ "لمعات التنقیح" کے علاوہ "اشعة اللمعات" اور "شرح سفر السعاده" میں بھی درج فرمایا ہے۔ یہ مقدمہ اہلِ علم میں اس قدر مقبول ہوا کہ یہ مستقل کتاب کے طور پر بھی بارہا شائع ہو چکا ہے نہ صرف یہ بلکہ اس مقدمہ کے مختلف زبانوں میں تراجم و شروح بھی کی گئیں اور مدارس میں پڑھایا گیا۔ ذیل میں اس مقدمہ کے چند ایک تراجم و شروح کا مختصر تعارف پیش کیا جائے گا:

- شیخ محمد جعفر عالم انوار القاسمی نے "عون المغيث فی حل مقدمة فی مصطلح الحديث" کے عنوان سے عربی زبان میں شرح لکھی جو کہ یو۔پی، انڈیا: مکتبۃ الانوار سے ۱۴۱۸ھ میں شائع ہوئی۔ یہ شرح ۱۲۸ صفحات پر مشتمل ہے۔
- ابو نصر محمد نجیب اللہ قاسم نکری نے اس مقدمہ کا اردو زبان میں ترجمہ اور تشریح کی۔ یہ شرح بنگلہ دیش: منزل بوکرا سے ۱۴۳۱ھ میں شائع ہوئی۔ یہ شرح ۱۱۲ صفحات پر مشتمل ہے۔
- شیخ محمد علی سہارنپوری نے اس کا اردو زبان میں ترجمہ اور تشریح کی۔ یہ شرح کراچی: مکتبہ نعمانیہ سے ۱۴۲۴ھ میں شائع ہوئی۔

لمعات التنقیح کے مصادر و مراجع

"لمعات التنقیح" میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے جن مصادر سے استفادہ کیا ہے ان کے اور ان سے نقل کرتے وقت استعمال کرنے والے رموز کے بارے میں لمعات کے مقدمہ میں لکھتے ہیں:

> "وقد نقلت إلى بعض المواضع من شرح شيخ شيوخنا في الحديث شهاب الدين أحمد بن حجر الهيتمي المكي الصغير، وذكرت فيه: كذا في شرح الشيخ، وشرحٍ آخر للأبهري، وقلت فيه: كذا في بعض الشروح، ومجموعة أخرى للشيخ محمد ابن طاهر الفتَّني الججراتي، مسمًّى بمجمع البحار، وأوردت فوائد من شرح الشيخ ابن حجر الكبير على (صحيح البخاري)، وأكثر ما أقول فيه: قال الشيخ، أو أقول: كذا في (فتح الباري)، وقلت في مواضع عديدة: كذا في بعض الحواشي، من غير ذكر اسم قائلها على التعيين، وهي للسيد الفاضل النبيل الأصيل ميرك شاه بن الأمير المحدث السيد جمال الدين۔ ولقد ذكرت فوائد شريفة، وفوائد نفسية، هي كالقلادة في نحر البيان، وكالجواهر في قلائد التبيان، من (مشارق الأنوار) للقاضي عياض المالكي اليحصبي لم يُر مثلها في

النفاسة في كتب الأعيان، وذكرت أشياء مفيدة من شرح كتاب الخرقي في مذهب الإمام الجليل أحمد بن محمد بن حنبل الشيباني، ومن الحاوي وشرحه في مذهب الإمام العظيم محمد بن إدريس الشافعي، ومن رسالة ابن أبي زيد في مذهب الإمام الكبير مالك بن أنس الإمام الثاني.

وقد تعرضت في مواضع الخلاف لتأييد مذهب الإمام الأعظم نعمان بن ثابت أبي حنيفة الكوفي من غير تعصب واعتساف، وأكثر ذلك من شرح (الهداية)، للشيخ المحقق والإمام المدقق كمال الدين بن الهمام"[4].

- میں نے بعض مقامات پر شیخ الحدیث شہاب الدین احمد بن حجر الہیثمی المکی الصغیر رحمۃ اللہ علیہ کی کتب سے نقل کیا ہے۔ ان سے نقل کرتے وقت میں نے یہ الفاظ: كذا في شرح الشيخ استعمال کیے ہیں۔

شیخ شہاب االدین ابو العباس احمد بن محمد بن محمد بن علی بن حجر الہیثمی السعدی الانصاری الشافعی رحمۃ اللہ علیہ رجب ۹۰۹ھ میں مصر کے مغربی صوبہ کے محلہ ابی الہیثم میں پیدا ہوئے اور ۹۷۵ھ میں مکہ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ تالیفات میں سے سے ایک تالیف "شرح المشكاة" ہے۔

- شیخ عبد العزیز الابہری رحمۃ اللہ علیہ کی شرح سے بھی استفادہ کیا ہے۔ میں ان سے نقل کرتے ہوئے كذا في بعض الشروح کہتا ہوں: الشیخ العالم المحدث عبد العزیز الابہری الشیخ عماد الدین الکاھانی السندی حدیث اور فقہ کے نمایاں علماء میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے بھی مشکاۃ المصابیح کی ایک شرح بنام "منهاج المشكاة" تصنیف فرمائی۔

- اس کے علاوہ شیخ محمد طاہر الفتنی الگجراتی رحمۃ اللہ علیہ کے مجموعہ "مجمع البحار" سے بھی استفادہ کیا ہے۔

الشیخ العالم المحدث اللغوی العلامۃ مجد الدین محمد بن طاہر بن علی الحنفی الفتنی الگجراتی ۹۱۳ھ میں گجرات میں پیدا ہوئے اور ۹۸۶ھ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کو ظلماً قتل کیا گیا۔ آپ کی تصانیف میں سے ایک عمدہ تصنیف "مجمع بحار الانوار في غرائب التنزيل و لطائف الاخبار" بھی ہے۔

- اس میں بہت سارے فوائد میں نے شیخ ابن حجر العسقلانی الکبیر رحمۃ اللہ علیہ سے نقل کیا کیے ہیں اور میں ان سے نقل کرتے وقت اکثر "قال الشيخ" یا"كذا في (فتح الباري)" کہتا ہوں:

شیخ الاسلام احمد بن علی بن محمد بن الکنانی العسقلانی علم و تاریخ کے ائمہ میں سے ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ شعبان ۷۷۳ھ میں قاہرہ میں پیدا ہوئے اور ذی الحجہ ۸۵۲ھ میں وفات پائی۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تصانیف میں نمایاں نام: "فتح البارى، تهذيب االتهذيب، لسان الميزان، الدرر الكامنه، التلخيص الحبير، اور بلوغ المرام من ادلة الاحكام" وغیرہ ہیں۔

4- الدهلوى، **لمعات التنقيح**، 1:92-89۔

- بہت کم مقامات پر قائل کا نام بالتعین ذکر کیے بغیر میں کہتا ہوں: "كذا في بعض الحواشي" اس سے مراد السید الفاضل النبیل الاصیل میرک شاہ بن الامیر المحدث السید جمال الدین رحمۃ اللہ علیہ ہوتے ہیں۔
نسیم الدین محمد بن عطاء اللہ ملقب بمیرک شاہ رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانہ کے عظیم عالم تھے لیکن آپ کی تاریخِ ولادت و وفات اور تصانیف کا ذکر نہیں ملتا۔
السید الامیر عطاء اللہ بن الامیر فضل اللہ الحسینی الہروی الشیرازی النیشاپوری مقلب بجمال الدین رحمۃ اللہ علیہ اپنے زمانے کے فاضل محدثین میں سے تھے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ۱۰۰۰ھ میں وفات پائی۔ آپ کی تالیفات میں سے ایک تالیف "روضة الاحباب فی سيرة النبی و الآل و الاحباب" ہے جو کہ فارسی میں لکھی گئی۔
- میں نے قاضی عیاض مالکی الیحصبی رحمۃ اللہ علیہ کی "مشارق الانوار" سے فوائدِ شریفہ و نفسیہ ذکر کیے ہیں جن کی حیثیت بیان کے گلے میں ہار کی طرح اور تبیان کے ہار میں موتیوں کی طرح ہے۔
- الامام الحافظ شیخ الاسلام القاضی ابو الفضل عیاض بن موسیٰ ابن عیاض بن عمرو الیحصبی السبتی المالکی اپنے وقت کے علماء کے امام ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ولادت ۴۷۶ھ اور وفات ۵۴۴ھ میں ہوئی۔ آپ کی تصانیف: "مشارق الانوار، الشفاء بتعريف حقوق المصطفى، ترتيب المدارك و تقريب المسالک فی معرفة اعلام مذهب الامام مالک اور الاکمال فی شرح صحیح مسلم" ہیں۔
- مذاہبِ اربعہ کی کتب میں سے مذہبِ امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کی "کتاب الخرقی" کی شرح سے، امام محمد بن ادریس شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی "الحاوی" اور اس کی شرح سے، امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی "رسالة ابی زید" سے اور امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کے مذہب کی کتاب "الہدایہ" سے بہت سی مفید چیزیں ذکر کی ہیں۔

سابقہ شروح سے استفادہ کا اسلوب

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے سابقہ شروح سے استفادہ کے لیے بھی ایک خاص اسلوب اپنایا ہے۔ سابقہ شروح سے استفادہ میں اپنا اسلوب بیان کرتے ہوئے شیخِ محقق رحمۃ اللہ علیہ "لمعات التنقيح" کے مقدمہ میں فرماتے ہیں:

> "ثم أوردت مما ذكر الشارح الأول رحمه الله سوى بعض ما نقل من الشرّاح إلا قليلًا، والذي ذكرت منه شيئًا فما طوّله اختصرتُه، وما فضله أجملتُه، وما اختصره طولتُه، وما أجمله فصّلتُه تفصيلًا، ولا يخلو الأخذ والترك من كلامه عن تضمن رعاية معنى واعتبار"[5].
>
> پھر میں نے اس سے نقل کا ارادہ کیا جو شارح اول (غالباً اس سے مراد علامہ حسین بن عبد اللہ بن محمد

5- الدهلوی، **لمعات التنقيح**، 1:89۔

الطیبی ہیں) نے نقل کیاسوائے اس تھوڑے سے کے جو کچھ انہوں نے دوسرے شارحین سے نقل کیا، تو جو کچھ میں نے نقل کیا ہے اس میں سے جو انہوں نے طویل کیا میں نے اسے مختصر کر دیا، جسے انہوں نے مفصل کیا میں نے اسے اجمالی کر دیا، جسے انہوں نے مختصر کیا میں نے اسے طویل کر دیا اور جسے انہوں نے اجمالی رکھا اسے میں نے مفصل کر دیا۔ البتہ ان کے کلام سے اخذ وترک میں معنی واعتبار کی بھرپور عایت کی ہے۔

لمعات التنقیح علماء کی نظر میں

- الشیخ موفّق بن عبد اللہ بن عبد القادر فرماتے ہیں: شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی کتاب (لمعات التنقیح) ان شروح میں سے ایک ہے جن کو بہت سے اہلِ علم نے سراہا ہے۔ یہ شرح حدیث کے متلاشی اور سنت کے طالب کے لیے میٹھے گھاٹ کی مانند ہے جس سے بہت سے فوائد انکلتے ہیں، جس میں غوطہ زن غوطہ لگاتا ہے اور اس کی گہرائیوں سے موتی نکال کر لاتا ہے اور طلباء اس کے میٹھے پانی کو منہ لگا کر پیتے ہیں۔ اور یہ عقل کو شاداب کرتی ہے۔ کما قال: ﴿وَمَا يَسْتَوِي الْبَحْرَانِ هٰذَا عَذْبٌ فُرَاتٌ سَآئِغٌ شَرَابُهُ وَهٰذَا مِلْحٌ أُجَاجٌ وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُوْنَ لَحْمًا طَرِيًّا وَّتَسْتَخْرِجُوْنَ حِلْيَةً تَلْبَسُوْنَهَا وَتَرَى الْفُلْكَ فِيْهِ مَوَاخِرَ لِتَبْتَغُوْا مِنْ فَضْلِهٖ وَلَعَلَّكُمْ تَشْكُرُوْنَ﴾[6]، یہ شرح زمانے کے خزانوں میں سے ایک خزانہ ہے[7]۔
- تقی الدین الندوی "لمعات التنقیح" کے مقدمہ میں لکھتے ہیں: "لمعات التنقیح" حجم میں اگرچہ ملا علی قاری رحمۃ اللہ علیہ کی "مرقاۃ المفاتیح" سے کم ہے لیکن افادہ اور حسنِ انتخاب میں اس سے کم نہیں۔ بعض اہلِ علم کی رائے ہے کہ "لمعات التنقیح" "مشکوۃ المصابیح" کی ایسی جامع شرح ہے جو صحاح ستہ کی شروح سے مستغنی کر دیتی ہے[8]۔
- مزید فرماتے ہیں: "لمعات التنقیح" شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی ایسی نفیس شرح ہے کہ جس میں بعض ایسی تحقیقات، نکات، فرائد (نئی چیزیں) اور فوائد ہیں کہ کسی دوسری کتاب میں نہیں ملتے۔ اس شرح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے الفاظ کی نحوی اور فقہی تحقیق کے ساتھ ساتھ شرحِ حدیث اور دو متعارض احادیث کے درمیان انصاف کے ساتھ تطبیق کا حق ادا کر دیا ہے۔ اس معاملہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ دائرہ اعتدال سے باہر نہیں گئے اور یہ چیز آپ کے فنِ حدیث میں رسوخ کی واضح دلیل ہے۔

---

[6]- **القرآن**، 12:35۔

[7]- الدهلوی، **لمعات التنقیح**، 17:1۔

[8]- المرجع السابق، 33:1۔

لمعات التنقیح کا منہج و اسلوب

لمعات التنقیح میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے شرحِ حدیث کے لیے جو منہج و اسلوب اختیار کیا ہے اسے بنیادی طور پر درج ذیل دو مباحث میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1. لغوی مباحث / غریب الحدیث
2. مبحث ثانی: فقہی مباحث

گو کہ "لمعات التنقیح" میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے دیگر علمی نکات بھی ذکر کیے ہیں لیکن بنیادی طور پر اس شرح میں مذکورہ بالا مباحث کو ہی موضوع بنایا گیا ہے۔ ان دونوں مباحث میں "لمعات التنقیح" کے منہج و اسلوب کی تفصیل درج ذیل ہے:

لغوی مباحث / غریب الحدیث

"لمعات التنقیح" کی لغوی مباحث کا جائزہ لیں تو معلوم ہوتا ہے کہ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث نبویہ کے الفاظ کی توضیح و تشریح کے لیے قرآنی آیات، احادیثِ نبویہ، معاجم و قوامیس، کتب غریب الحدیث اور کتبِ شروح الحدیث سے استفادہ کیا ہے۔ ذیل میں ان میں سے ہر ایک کی تفصیل مع امثلہ پیش کی جائے گی:

قرآنی آیات سے استشہاد

لفظ کی وضاحت کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ بعض اوقات قرآنی آیت سے بھی استشہاد کرتے ہیں، مثلاً: کتاب الایمان حدیث نمبر ۱۳۷ "قَدْ أُوحِيَ إِلَيَّ أَنَّكُمْ تُفْتَنُونَ فِي الْقُبُورِ قَرِيبًا من فتنَة الدَّجَّال"[9] کی شرح میں لکھتے ہیں:

> "وقوله : (قريباً) صفة (فتنة)، وتذكير الضمير إما بتأويل الافتنان أو الامتحان أو جعل فعيل بمعنى فاعل في حكم فعيل بمعنى مفعول في استواء التذكير والتأنيث، كما في قوله تعالى: ﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ﴾[10]، أي فتنة عظيمة، والقرب لأجل غاية الشدة والمحنة"[11].
>
> "قَرِيبًا" لفظ "فِتْنَة" کی صفت ہے۔ قَرِيبًا میں ضمیرِ تذکیر یا تو افتنان یا امتحان کی تاویل کے لیے ہے یا فعیل بمعنی فاعل کو فعیل بمعنی مفعول کے حکم میں بنانے کے لیے ہے تاکہ تذکیر و تانیث میں برابر ہو سکے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿إِنَّ رَحْمَتَ اللَّهِ قَرِيبٌ﴾ میں ہے۔ اس آیت میں قریب بمعنیٰ فتنہ

9- محمد بن عبد اللہ الخطیب العمری التبریزی، **مشكوٰة المصابيح**، کتاب الایمان، باب اثبات عذاب القبر (بیروت؛ المکتب الاسلامی، الطبعة الثالثة، 1985ء)، حدیث:137-

10- **القرآن**،56:7-

11- الدهلوی، **لمعات التنقيح**،441:1-

عظیمہ ہے اور قرب شدت اور محنت کی غایت کی وجہ سے ہے۔

اسی طرح کتاب الایمان، حدیث نمبر ۱۵۷ کے الفاظ: "ثُمَّ إِنَّهَا تَخْلُفُ مِنْ بَعْدِهِمْ خُلُوفٌ"[12]، کی شرح میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وقوله: (خلوف) جمع خلف بالسكون، وأما جمع خلف بالتحريك فأخلاف، وكلاهما بمعنى في أصل اللغة، لكنه غلب بالتحريك على الخير، وبالتسكين على ضده، كما في قوله تعالى: "فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَوٰةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ"[13].

اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان: "خلوف" جمع ہے "خلْف" (لام کے سکون کے ساتھ) کی، اور جو حرکت کے ساتھ "خلَف" ہو اس کی جمع "أخلاف" ہے۔ دونوں کا معنی اصل ہے لیکن "خلَف" کا معنی اچھے لوگ ہیں جبکہ "خلْف" اس کی ضد ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: ﴿فَخَلَفَ مِنْ بَعْدِهِمْ خَلْفٌ أَضَاعُوا الصَّلَوٰةَ وَاتَّبَعُوا الشَّهَوَاتِ﴾" میں ہے[14]۔

حدیث نبوی سے استشہاد

حدیث نبوی میں مذکور غریب الحدیث کی وضاحت کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ دیگر احادیثِ مبارکہ سے بھی استشہاد کرتے ہیں، جیسا کہ کتاب الایمان، رقم الحدیث: ۱۵۲ کے الفاظ "هَجَّرْتُ إِلَى رَسُولِ اللَّهِ صلى الله عليه وسلم يَوْمًا"[15]، کی شرح میں لفظ "هَجَّرْتُ" کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"والتهجير في قوله صلى الله عليه وسلم: (المتهجر إلى الجمعة كالمهدي بدنة).[16] وقوله: (ولو يعلمون ما في التهجير لاستبقوا إليه)[17]، بمعنى التبكير إلى الصلاة، وهو المضي في أول أوقاتها"[18].

رسول اللہ ﷺ کے فرمان: "المتهجر إلى الجمعة كالمهدي بدنة" اور "ولو يعلمون ما في التهجير لاستبقوا إليه" میں "التهجير" نماز کی طرف جلدی کرنے کے معنی میں ہے اور اس سے مراد نماز کے اول وقت میں (مسجد کی طرف) آنا ہے۔

12- التبریزی، **مشکوۃ المصابیح**، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب و السنة، حدیث: 157۔

13- **القرآن**، 59:19۔

14- الدهلوی، **لمعات التنقیح**، 474:1.

15- التبریزی، **مشکوۃ المصابیح**، کتاب الایمان، باب الاعتصام بالکتاب و السنة، حدیث: 152.

16- أبو عبدالرحمٰن أحمد بن شعيب نسائی، **سنن النسائی**، کتاب الجمعة، باب التبكير الى الجمعة (حلب: مكتب المطبوعات الاسلامية، الطبعة الثانية، 1986ء)، حديث: 1385.

17- أبو عبد الله محمد بن اسماعيل البخاری، **الجامع الصحيح**، کتاب الاذان، باب الاستهام فی الاذان (بیروت: دار ابن كثير، الطبعة الاولى، 2002ء)، حديث: 615.

18- الدهلوی، **لمعات التنقیح**، 469-470:1.

اسی طرح باب الاعتصام بالکتاب و السنۃ، رقم الحدیث:۱۹۷ کے الفاظ "فَلَا تَنْتَهِكُوهَا"[19] کی شرح میں "انتهاك" کے معنی کی وضاحت دیگر احادیث مبارکہ سے کرتے ہوئے ارشاد فرماتے ہیں:

"وفي الحديث: (لينتهك الرجل بين أصابعه أو لتنتهكنّه النار)[20]، أي: ليبالِغْ في غسل ما بينهما في الوضوء أو لتبالغن النار في إحراقه، وحديث: (انهكوا أعقابكم أو لتنهكنّها النار)[21]، أي: بالغوا في غسلها وتنظيفها، و (انهكوا وجوه القوم)[22] أي: ابلغوا جهدكم في قتالهم، وحديث: (انهكوا الشوارب)[23] أراد الاستئصال في قص الشوارب، وحديث: (تنتهك ذمة الله وذمة رسوله)[24] يريد نقض العهد والغدر بالمعاهدة"[25].

حدیث میں ہے:"لينتهك الرجل بين أصابعه أو لتنتهكنّه النار" یعنی وضوء میں انگلیوں کے درمیانی حصے کو دھونے میں مبالغہ کرو نہیں تو آگ (تمہیں) جلانے میں مبالغہ کرے گی۔ دوسری حدیث میں ہے:"انهكوا أعقابكم أو لتنهكنّها النار"یعنی (ایڑھیوں) کو دھونے اور نظافت میں مبالغہ کرو۔ ایک اور حدیث میں ہے:"انهكوا وجوه القوم"یعنی جہاد میں اپنی کوشش کو بڑھادو۔ ایک حدیث میں ہے: "انهكوا الشوارب" اسے مراد مونچھوں کو جڑ سے کاٹنا (کاٹنے میں مبالغہ کرنا) ہے۔ ایک حدیث میں ہے:"تنتهك ذمة الله وذمة رسوله" اس سے مراد عہد توڑنا اور معاہدہ میں خیانت کرنا ہے۔

مذکورہ بالا شرح آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث کی کامل تفہیم کے لیے مشکوۃ المصابیح کی حدیث کے الفاظ کی وضاحت کے لیے مختلف کتب میں مذکور احادیث سے استشہاد کیا ہے۔

کتب شروح الحدیث سے استدلال

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ حدیث میں مذکور الفاظ کے تلفظ کی وضاحت کے لیے کتبِ شروح الحدیث سے بھی استفادہ کرتے ہیں۔"لمعات التنقيح" میں اس کے بے شمار نظائر ملتے ہیں مثلاً:كتاب احوال القيامة و بدء الخلق، رقم الحدیث: ۵۷۰۳ کے الفاظ "اِخْتَتَنَ إِبْرَاهِيمُ النَّبِيُّ وَهُوَ ابْنُ ثَمَانِينَ سَنَةً بِالْقَدُومِ"[26] کی شرح میں لکھتے ہیں:

19- التبریزی، **مشكوة المصابيح**، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب و السنة، حديث: 197.

20- أبو بكر عبد الرزاق بن همام الصنعانی، **المصنف** (بيروت: المكتب الاسلامی، الطبعة الثانية، 1403ھ)، حديث: 68,

21- أبو السعادات المبارك بن محمد بن محمد ابن الاثير، **النهاية فی غريب الحديث و الاثر** (بيروت: المكتبة العلمية، 1979ء)، 5:137۔

22- المرجع السابق، 5:137۔

23- البخاري، **الجامع الصحيح**،كتاب اللباس، باب اعفاء اللحى، حديث: 5893۔

24- المرجع السابق، كتاب الجزية، باب اثم من عاهد ثم غدر، حديث: 3180۔

25- الدهلوی، **لمعات التنقيح**، 1:513۔

26- التبريزی، **مشكوة المصابيح**، كتاب احوال القيامة و بدء الخلق، باب بدء الخلق و ذكر الانبياء عليهم السلام، حديث: 5703۔

"وقال التُّورِبِشْتِي[27]: القدوم بتخفيف الدال: موضع بالشام، ومن المحدثين من يشدّد وهو خطأ، ومن الناس من يظنّ أنه اختتن بالقدوم الذي ينحت به، وهو غلط، وبالمدينة جبل يقال له: القدوم، وأكثر ظني أن هذا بالتشديد"[28].

تور بشتی فرماتے ہیں: "القدوم" دال کی تخفیف کے ساتھ شام میں ایک جگہ کا نام ہے۔ محدثین میں سے جنہوں نے اسے شدّ کے ساتھ لکھا ہے انہوں نے خطاء کھائی ہے اسی طرح جنہوں نے یہ سمجھا ہے کہ انہوں نے اس قدوم کے ساتھ ختنے کیے جس سے تراشا جاتا ہے (یعنی انہوں نے "القدوم" سے مراد تراشنے والا آلہ لیا ہے) وہ بھی غلط ہیں۔ مدینہ منورہ میں ایک پہاڑ ہے جسے قدوم کہتے ہیں میرا غالب گمان ہے کہ یہ شد کے ساتھ ہے۔

اس حدیث کی شرح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے شہاب الدین التوربشتی کی مصابیح السنۃ کی شرح "المسیر فی شرح مصابیح السنۃ" سے استفادہ کیا ہے۔ اسی طرح کتاب باب فی المعجزات، رقم الحدیث: ۵۹۳۲ کے الفاظ (إِنِّي طَلَعْتُ عَلَى جَبَلِ كَذَا وَكَذَا،) کی شرح میں لکھتے ہیں:

"وفي (مجمع البحار):[29] طلع المنبر بفتح لام، أي: أتاه، وبكسرها، أي: علاه، والمصحح في أكثر النسخ بالفتح، وفي بعضها بالكسر"[30].

مجمع البحار میں ہے: "طلع المنبر" لام کے فتح کے ساتھ ہو تو اس سے مراد "خوشہ" ہے جبکہ لام کے کسرہ کے ساتھ ہو تو اس سے مراد "بلند جگہ" ہے۔ اکثر نسخوں میں تصحیح کے ساتھ زبر کے ساتھ جبکہ بعض نسخوں میں زیر کے ساتھ ہے۔

اس حدیث کی شرح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث میں مذکور لفظ کا تلفظ واضح کرنے کے لیے علامہ شیخ محمد بن طاہر پٹنی کی "مجمع بحار الانوار" سے استفادہ کیا ہے۔

کتب لغت سے استشہاد

حدیث نبوی میں مذکور الفاظ کی وضاحت کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ کتبِ لغت سے بھی استشہاد کرتے ہیں، اسی طرح حدیث میں بیان کردہ جگہ کے نام کی تحقیق اور جغرافیہ کے لیے بھی آپ رحمۃ اللہ علیہ کتبِ لغت سے استشہاد کرتے ہیں جیسا کہ کتاب الایمان، رقم الحدیث: ۱۶ کے الفاظ "مِنْ أَهْلِ نَجْدٍ"[31] کی شرح میں لکھتے ہیں:

27- فضل الله بن حسن بن حسين التوربشتی، **المسیر فی شرح مصابیح السنة** (سعودي عرب: مكتبة نزار مصطفى الباز، الطبعة الثانية، 2007ء)، 1232:4۔

28- الدهلوی، **لمعات التنقيح**، 175:9۔

29- جمال الدين محمد بن طاهر الفتنى، **مجمع بحار الأنوار فی غرائب التنزيل و لطائف الاخبار** (حيدرآباد: مطبعة مجلس دائرة المعارف العثمانية، الطبعة الثالثة، 1967ء)، 454:3۔

30- الدهلوی، **لمعات التنقيح**، 498:9۔

31- التبريزى، **مشكوة المصابيح**، كتاب الايمان، حديث: 16۔

"(طلحة بن عبيد اللّٰہ) قوله: (من أهل نجد) في (القاموس):[32] النجد: ما أشرف من الأرض وما خالف الغور، أعلاه تهامة واليمن، وأسفله العراق والشام، وأوله من أجهة، الحجاز ذات عرق"[33].

حضرت ابو طلحہ بن عبید اللہ کا فرمان:(من أهل نجد) "القاموس المحیط" میں ہے:"نجد" سے مراد زمین کا بلند خطہ ہے اور لفظ نجد گہرائی کا مخالف ہے یعنی اس کا لفظی معنی ہی بلند جگہ ہے۔ نجد کا بلند ترین علاقہ تہامہ اور یمن جبکہ پست ترین علاقہ عراق اور شام ہے اور حجاز کی طرف سے اس کا پہلا شہر ذات عرق ہے۔

ایک اور مقام پر القاموس المحیط[34] ہی کے حوالہ سے ذات عرق کی تفصیل بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں:

"(ذات عرق) بكسر عين وسكون راء اسم ميقات أهل العراق سمي به لأن فيه عرقًا، وهو الجبل الصغير، وقيل: العرق (أرض) سبخة تُنبت الطرفاء"[35].

(ذات عرق) عین کی زیر اور راء کے سکون کے ساتھ اہل عراق کے میقات کا نام ہے۔ اس کا نام "ذات عرق" رکھا گیا کیونکہ اس میں عِرق ہے اور عرق سے مراد چھوٹے پہاڑ ہیں۔ یہ بھی کہا گیا ہے کہ عِرق سے مراد شور و بنجر زمین ہے جہاں جھاؤ جیسے درخت اگتے ہیں۔

اسی طرح کتاب الایمان، باب الکبائر و علامات النفاق، رقم الحدیث: ۴۹ کے الفاظ "أَن تُزَانِي بِحَلِيْلَةِ"[36] کی شرح میں لفظ "حَلِيْلَةِ" کی وضاحت میں لکھتے ہیں:

"والحليلة: الزوجة، قال في (القاموس):[37] حليلتك: امرأتك، وأنت حليلها، ويقال للمؤنث: حليل أيضًا"[38].

"الحليلة" سے مراد زوجہ ہے۔ القاموس میں ہے: وحَلِيلَتُكَ: امْرَأَتُكَ، وأنتَ حَلِيلُها، ويقالُ للمُؤَنَّثِ: حَلِيلٌ أيضاً[39]۔ (حَلِيلَتُكَ سے مراد تیری بیوی ہے اور تو اس اپنی بیوی کا حلیل ہے اور مؤنث کے لیے بھی حلیل کا لفظ بولا جاتا ہے) یعنی حلیل کا لفظ مذکر اور مؤنث دونوں کے لیے بولا جاتا ہے۔

کتبِ تفسیر سے استشہاد

32- مجد الدين ابو طاهر محمد يعقوب فيروز آبادى، **القاموس المحيط** (بيروت: مؤسسة الرسالة للطباعة النشر و التوزيع، الطبعة الثامنة، 2005ء)، 321۔

33- الدهلوى، **لمعات التنقيح**، 1:237۔

34- فيروز آبادى، **القاموس المحيط**، 908۔

35- الدهلوى، **لمعات التنقيح**، 4:421۔

36- التبريزى، **مشكوة المصابيح**، كتاب الايمان، باب الكبائر و علامات النفاق، حديث: 49۔

37- فيروز آبادى، **القاموس المحيط**، 986۔

38- الدهلوى، **لمعات التنقيح**، 1:295۔

39- فيروز آبادى، **القاموس المحيط**،986۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے الفاظِ حدیث کی وضاحت کے لیے کتبِ تفسیر سے بھی استشہاد کیا ہے۔ اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ زیادہ تر امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ کی تفسیر سے استفادہ کرتے ہوئے نظر آتے ہیں۔ کتبِ تفسیر سے استشہاد کی امثلہ درج ذیل ہیں:

آپ رحمۃ اللہ علیہ کتاب الجہاد، باب اعداد آلة الجہاد، **رقم الحدیث: ۳۸۷۷** کے الفاظ (فَكُمَيْتٌ عَلَى هَذِهِ الشِّيَةِ)[40] کی شرح میں لکھتے ہیں:

> قال البيضاوي[41] في قوله تعالى: ﴿لَا شِيَةَ فِيهَا﴾[42]، لا لونَ فِيها يخالفُ لونَ جِلدِها، وهي في الأصل مصدر، وشاه وَشْيًا وشِيَةً: إذا خلط بلونه لون آخر"[43].
>
> امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ اللہ تعالیٰ کے فرمان (لَا شِيَةَ فِيهَا) کے بارے میں فرماتے ہیں: اس سے مراد ہے کہ (گائے میں) کوئی ایسا دوسرا رنگ نہ ہو جو اس کی جلد کی رنگت کے خلاف ہو۔ اور "شِيَةَ" اصل میں مصدر ہے اس سے "وشاه وَشْيًا وشِيَةً" مصدر بھی آتے ہیں یہ تب بولا جاتا ہے جب کسی چیز کے رنگ کے ساتھ دوسرا سنگ مل جائے۔

اسی طرح کتاب الطب و الرقی، **رقم الحدیث: ۴۵۴۱** کے الفاظ "قُرْحَةٌ وَلَا نَكْبَةٌ"[44] کی شرح میں لفظ "قُرْحَةٌ" وضاحت کرتے ہوئے آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

> قال البيضاوي[45]: هما لغتان كالضَّعْف والضُّعْف، وقيل: هو بالفتح الجراح، وبالضم ألمها[46].
>
> لفظ "قرح" کے بارے میں امام بیضاوی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں: ضَعف اور ضُعف کی طرح اس کی بھی دو لغتیں ہیں اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ "قَرح" فتح کے ساتھ ہو تو اس سے مراد زخم ہے اور جب "قُرح" ضمہ کے ساتھ ہو تو اس سے مراد اُس زخم کی تکلیف ہے۔

تلمیحاتِ قرآنی کی توضیح

حدیث نبوی ﷺ میں کچھ الفاظ ایسے ملتے ہیں جو قرآن مجید میں بھی مذکور ہیں۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے ایسے

40- التبریزی، **مشکوۃ المصابیح**، کتاب الجهاد، باب اعداد آلة الجهاد، حدیث: 3877۔

41- ناصر الدين ابو سعيد عبد الله بن عمر البيضاوى، **أنوار التنزيل و أسرار التأويل** (بيروت: دار احياء التراث العربى، الطبعة الاولى، 1418ھ)، 87:1۔

42- القرآن، 81:2۔

43- الدهلوى، **لمعات التنقيح**، 611:6۔

44- التبریزی، **مشکوۃ المصابیح**، کتاب الطب و الرقی، حدیث: 4541۔

45- البيضاوي، **أنوار التنزيل و أسرار التأويل**، 40:2۔

46- الدهلوى، **لمعات التنقيح**، 494:7۔

الفاظ کی تلمیحات کا بھی بیان فرمایا ہے، مثلاً: كتاب اللباس، رقم الحدیث: ۴۳۷۳ کے الفاظ "وأُواري بِهِ عورتي"[47]، کی شرح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وقوله: (وأواري) أستر، تلميح إلى قوله تعالى: "﴿قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا﴾[48].

اور رسول اللہ ﷺ کے فرمان (وأواري) کا معنی ہے میں نے چھپایا۔ یہ اللہ تعالیٰ کے فرمان: "﴿قَدْ أَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُوَارِي سَوْآتِكُمْ وَرِيشًا﴾ کی طرف تلمیح ہے۔

اسی طرح كتاب الآداب، باب الشفقة و الرحمة، رقم الحدیث: ۴۹۸۱ کے الفاظ "مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيهِ"[49]، کی شرح میں لکھتے ہیں:

"قوله: (مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيهِ) تلميح إلى قوله تعالى: "﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا﴾"[50].

رسول اللہ... کا فرمان: "مَنْ ذَبَّ عَنْ لَحْمِ أَخِيهِ " اللہ تعالیٰ کے فرمان: "﴿وَلَا يَغْتَبْ بَعْضُكُمْ بَعْضًا أَيُحِبُّ أَحَدُكُمْ أَنْ يَأْكُلَ لَحْمَ أَخِيهِ مَيْتًا﴾ کی طرف تلمیح ہے۔

مذکورہ بالا امثلہ سے غریب الحدیث کی لغوی و نحوی مباحث میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کے منہج و اسلوب کا بخوبی اندازہ کیا جا سکتا ہے کہ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ حدیث نبوی ﷺ کے الفاظ کی وضاحت کے لیے کس طرح آیاتِ قرآنیہ، احادیثِ نبویہ، کتب تفسیر، کتب لغت و غیرہم سے استشہاد کرتے ہیں۔

فقہی مباحث

لمعات التنقيح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیثِ نبویہ سے مستنبط ہونے والے فقہی احکام کی بھی انتہائی عمدہ تشریحات پیش کی ہیں۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیثِ نبویہ سے مستنبط ہونے والے فقہی مسائل کی شرح کے ساتھ ساتھ مختلف فیہ مسائل میں تطبیق و ترجیح کا منہج بھی اختیار فرمایا ہے۔ ذیل میں شرحِ حدیث کے صرف اسی پہلو (منہج تطبیق) کو چند ایک امثلہ کے ساتھ واضح کیا جائے گا:

فقہی مسائل میں تطبیق

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث سے ثابت ہونے والے فقہی مسئلہ کی وضاحت اور پھر اس پر ائمہ اربعہ کی آراء پیش فرمائی ہیں اور مختلف فیہ مسائل میں انتہائی انصاف کے ساتھ تطبیقات بھی دی ہیں۔ دو متعارض آیات و احادیث اور

47- التبريزى، **مشكوة المصابيح**، كتاب اللباس، حديث:4373۔

48- الدهلوى، **لمعات التنقيح**، 375:7۔

49- التبريزى، **مشكوة المصابيح**، كتاب الآداب، باب الشفقة و الرحمة، حديث:4981۔

50- الدهلوى، **لمعات التنقيح**، 260:8۔

اقوالِ ائمہ میں رفعِ تعارض کا ایک اصول وضع فرمایا ہے اور اس اصول میں "تحری بالقلب" کو بھی بطورِ فیصل اختیار فرمایا ہے چنانچہ آپ رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہیں:

"ومما ينبغي أن يعلم: أن استفتاء القلب إنما يكون بعد ما لم يوجد الدليل الشرعي من الأصول الأربعة للشرع، فإذا تعارضت الآيتان مثلًا عدل إلى الحديث، وإذا تعارض الحديثان نقل إلى أقوال العلماء، فإن تعارضت عدل إلى التحري عن القلب، ويؤخذ من أقوالهم ما أفتى به القلب السليم الصحيح تورعًا واحتياطًا"[51].

اور جس کا جاننا ضروری ہے وہ: "استفتاء القلب" (دل سے فتویٰ لینا) ہے لیکن یہ اس وقت ہو گا جب ادلہ شرعیہ کے اصولِ اربعہ میں سے کوئی دلیل نہ ملے۔ پس جب تو آیات میں تعارض ہو تو حدیث کی طرف رجوع کیا جائے گا، جب دو احادیث میں تعارض ہو تو علماء کے اقوال کی طرف رجوع کیا جائے گا اور جب علماء کے اقوال میں تعارض ہو تو تحری عن القلب (دل سے اندازہ لگانا) کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ پس ان میں سے اس قول کو اختیار کیا جائے گا جس پر قلبِ سلیم و صحیح تقویٰ و احتیاط کے ساتھ فتویٰ دے۔

اس اصول کے تحت شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے رفعِ تعارض کے لیے ادلہ شریعہ میں جو تطبیقات دی ہیں ان میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کے منہجِ تطبیق کو درج ذیل تین مراحل میں تقسیم کیا جا سکتا ہے:

1. تطبیق بین القرآن والحدیث
2. تطبیق بین الحدیثین
3. تطبیق بین الفقہ والحدیث

تطبیق بین القرآن والحدیث

بعض اوقات کسی ایک حکم میں آیتِ قرآنی اور حدیث نبوی ﷺ میں بظاہر تعارض نظر آتا ہے یا قرآن یا حدیث میں سے کسی ایک میں کوئی حکم خاص اور دوسرے میں عام ہوتا ہے تو ایسی صورت میں قرآن اور حدیث میں ایسی تطبیق دی جاتی ہے جس سے دونوں پر عمل ممکن ہو سکے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے "لمعات التنقيح" میں آیتِ قرآنی اور حدیث نبوی ﷺ سے مستنبط ہونے والے احکام میں بھی تطبیق دی ہے جیسا کہ کتاب الایمان، رقم الحدیث ۱۶۴ کے الفاظ "وَإِنَّ اللَّهَ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتَ أَهْلِ الْكِتَابِ إِلَّا بِإِذْنٍ "[52] کی شرح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ لکھتے ہیں:

"وقوله: (وإن الله لم يحل لكم) أي: على لساني (أن تدخلوا بيوت أهل الكتاب)، ولا يخفى أن النهي عن دخول البيوت بغير إذن أهلها مذكور في القرآن بقوله تعالى: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا﴾، بمعنى

[51]- الدهلوی، **لمعات التنقيح**، 505:5۔

[52]- التبریزی، **مشكوة المصابيح**، كتاب الايمان، باب الاعتصام بالكتاب و السنة، حديث: 164۔

تستأذنوا، لعله مخصوص ببيوت المؤمنين، أو الآية نزلت بعد حكمه ﷺ، والله أعلم. أو المراد أن مجموع هذا الكلام أعني عدم إيذاء أهل الكتاب في المسكن والأهل والمال معلوم من الحديث دون القرآن، أو لأن المال إلى حكم واحد، وهو عدم إيذائهم إذا أعطوا ما عليهم، وهذا الحكم ليس بمذكور في القرآن"[53].

آپ ﷺ کا فرمان: "إِنَّ اللَّهَ لَمْ يُحِلَّ لَكُمْ أَنْ تَدْخُلُوا بُيُوتَ أَهْلِ الْكِتَابِ" (یعنی میری زبان کے ذریعے اللہ تعالی نے تمہارے لیے حرام قرار دیا ہے کہ تم بغیر اجازت کے اہلِ کتاب کے گھروں میں داخل ہو) یہ بات مخفی نہیں کہ کسی کے گھر میں اجازت کے بغیر داخل ہونے سے نہی اللہ تعالی کے اس فرمان کے ساتھ قرآن میں مذکور ہے: ﴿يَاأَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تَدْخُلُوا بُيُوتًا غَيْرَ بُيُوتِكُمْ حَتَّى تَسْتَأْنِسُوا﴾، (اے ایمان والو! اپنے گھروں کے علاوہ گھروں میں داخل نہ ہو جب تک تم اجازت طلب نہ کر لو) قرآن مجید کی اس آیت میں جو حکم ہے، ہو سکتا ہے کہ وہ حکم مومنین کے گھروں کے ساتھ خاص ہو یا یہ آیت مذکورہ بالا حدیث میں رسول اللہ ﷺ کے حکم کے بعد نازل ہوئی ہو (واللہ اعلم) یا اس سارے کلام سے مراد یہ ہے کہ اہلِ کتاب کو ان کے گھروں، اہل و عیال اور مال میں تکلیف نہ دینا حدیث سے تو ثابت ہے لیکن قرآن سے نہیں۔ یا اس لیے کہ دنوں کا نتیجہ ایک ہی حکم کی طرف لوٹ رہا ہے اور وہ یہ کہ جب اہلِ کتاب جزیہ دیں جو ان پر واجب ہے تو (مومنین کی طرح) ان کو تکلیف نہ پہنچائی جائے۔ اور یہ حکم بھی قرآن میں مذکور نہیں ہے[54]۔

یعنی حدیثِ رسول ﷺ میں جو اہلِ کتاب کے ساتھ خاص کر کے حکم ارشاد فرمایا گیا ہے وہ قرآن میں مذکور نہیں جبکہ قرآن مجید میں بیان کردہ حکم مومنین کے گھروں کے ساتھ خاص ہے۔

تطبیق بین الحدیثین

اس مرحلہ میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے کسی مسئلہ میں پائی جانے والی مختلف روایات کے مابین تطبیق دیتے ہوئے ایسی توجیہ پیش کی ہے جس سے دونوں روایات پر عمل کرنا ممکن ہو سکے، مثلاً: كتاب الصلاة، حدیث نمبر: ۷۹۲ میں حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ عنہ سے مروی روایت کے الفاظ ہیں جس میں وہ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہ اجمعین کو نماز رسول ﷺ پڑھ کر دکھا رہے ہیں: "رَأَيْتُهُ إِذَا كَبَّرَ جَعَلَ يَدَيْهِ حِذَاءَ مَنْكِبَيْهِ"[55]، (میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے تکبیرِ تحریمہ کہی تو اپنے ہاتھ کندھوں کے برابر تک اٹھائے)۔

اس روایت کے مذکورہ بالا الفاظ میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ تکبیر کے وقت کندھوں تک ہاتھ اٹھاتے تھے۔ اس مسئلہ میں ائمہ کرام رحمھم اللہ کا اختلاف ہے کہ تکبیرِ تحریمہ میں ہاتھ کہاں تک بلند کیے جائیں؟ اس مسئلہ میں امام شافعی،

53- المرجع السابق.

54- الدهلوى، **لمعات التنقيح**، 1:484.

55- التبريزى، **مشكوة المصابيح**، كتاب الصلاة، باب صفة الصلاة، حديث: 792.

امام احمد اور امام مالک رحمۃ اللہ علیہم کا مذہب یہ ہے کہ ہاتھ کندھوں تک اٹھائے جائیں گے جبکہ امام ابو حنیفہ رحمۃ اللہ علیہ کا مذہب ہے کہ ہاتھ کانوں تک بلند کیے جائیں گے۔ اس مسئلہ میں اختلاف کی اصل وجہ روایات کا اختلاف ہے جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1. حضرت سالم بن عبد اللہ رضی اللہ عنہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں: رسول اللہ ﷺ جب نماز شروع کرتے تو اپنے ہاتھ کندھوں تک اٹھاتے تھے[56]۔
2. حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے دیکھا کہ رسول اللہ ﷺ جب نماز کے لیے کھڑے ہوئے تو آپ ﷺ نے اپنے ہاتھ اتنے بلند فرمائے کہ وہ کندھوں کے برابر ہو گئے اور انگوٹھے کانوں کے برابر ہو گئے[57]۔
3. حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں: میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ جب آپ ﷺ نے نماز شروع کی تو اپنے ہاتھ کانوں کے برابر تک اٹھائے[58]۔
4. حضرت براء رضی اللہ عنہ کی روایت میں "رَفَعَ يَدَيْهِ إِلَى قَرِيبٍ مِنْ أُذُنَيْهِ" کے الفاظ ہیں[59]۔

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ اس روایت کی شرح کرتے ہوئے اس مسئلہ میں ائمہ اربعہ کا اختلاف اور ان کے دلائل ذکر کرنے کے بعد لکھتے ہیں:

"قيل في تطبيق هذه الروايات: إنه يرفع بحيث يكون كفاه حذاء منكبيه، وإبهاماه حذاء أذنيه، وأطراف أصابعه حذاء فرعي أذنيه، ويحتمل أن يكون كل من ذلك في أوقات مختلفة، والله أعلم"[60]۔

مذکورہ بالا روایات کے مابین تطبیق یوں دی گئی ہے کہ آپ ﷺ تکبیر کے وقت ہاتھ ایسے اٹھاتے تھے کہ ہتھیلیاں کندھوں کے برابر ہوتی، انگوٹھے کانوں کے برابر اور انگلیوں کے کنارے کانوں کے اوپر تک ہوتے۔ یہ بھی احتمال ہے کہ اس بارہ میں منقول روایات کا اختلاف مختلف اوقات کے حوالہ سے ہو۔ واللہ أعلم۔

تطبیق بین الفقہ والحدیث

لمعات التنقیح میں دیگر مباحث کے ساتھ ساتھ آپ نے ان احادیث سے مستنبط ہونے والے فقہی احکام، ان

[56] البخاري، **الجامع الصحيح**، كتاب الاذان، باب: رفع اليدين في التكبيرة، حديث: 745۔

[57] أبو داؤد سليمان بن اشعث السجستانى، **سنن ابى داؤد**، كتاب الصلاة، باب رفع اليدين فى الصلاة (بيروت: المكتبة العصرية، س-ن)، حديث: 724۔

[58] المرجع السابق، كتاب الصلاة، باب رفع اليدين فى الصلاة، حديث: 728۔

[59] المرجع السابق ، كتاب الصلاة، باب من لم يذكر الرفع عند الركوع، حديث: 749۔

[60] الدهلوى، **لمعات التنقيح**، 540:2۔

میں ائمہ اربعہ کے اختلافات اور ان کے دلائل بھی ذکر کیے ہیں۔ آپ حدیث سے مستنبط ہونے والا حکم بیان کرتے ہیں، حدیث سے ثابت ہونے والا حکم جس فقہی مسلک کے موافق ہو اس کی نشاندہی کرتے ہیں اور پھر اس کے مخالف مسالک کے مؤقف بیان کرنے کے بعد دلیل کے طور پر مشکوٰۃ یا مشکوٰۃ کے علاوہ دیگر کتبِ حدیث سے حدیث ذکر کر کے اس فقہی حکم اور حدیث میں تطبیق دیتے ہیں۔ بعض مقامات پر ایک مسئلہ میں پائی جانے والی مختلف آراء میں تطبیق یا ترجیح بھی دیتے ہیں مثلاً: کتاب الطہارت، رقم الحدیث:۴۰۲ "لَا وُضُوءَ لِمَنْ لَمْ يَذْكُرِ اسْمَ اللَّهِ عَلَيْهِ"[61]، کی شرح میں آپ لکھتے ہیں:

"ظاهره نفي الصحة، وإليه ذهب أحمد[62]، رحمة الله عليه على المختار من مذهبه عند جماعة من أصحابه أن التسمية شرط لصحة الوضوء، وقال إسحاق: إن من ترك التسمية عامدًا أعاد الوضوء، وإن كان ناسيًا أو متأولًا أجزأ، وعند الأئمة الثلاثة هو لنفي الكمال، وعندنا التسمية سنة أو مستحب لما روى أبو داود والترمذي عن أبي هريرة والدارقطني عن أبي هريرة وابن مسعود وابن عمر رضي الله عنهم أنه صلى الله عليه وسلم- قال: (من توضأ فذكر اسم الله كان طهورًا لجميع بدنه، ومن توضأ ولم يذكر اسم الله كان طهورًا لأعضاء وضوئه)[63]، فإن سياق هذا الحديث في إثبات الكمال بالتسمية، وهذا أمارة السنية أو الاستحباب مع أن الأحاديث الواردة في التسمية قد ضعفها الأكثرون، ولهذا الأصح عندنا أنها مستحبة لا سنة، وأيضًا قد أخرج أصحاب السنن الأربعة أن رسول الله ﷺ قال في تعليم الوضوء: "إذا قمت إلى الصلاة فتوضأ كما أمرك الله)[64]، وأمر الله بالوضوء إنما هو بقوله تعالى: ﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا﴾" الآية، وليس فيه ذكر التسمية"[65].

"ظاہر الحدیث سے وضوء کی صحت کی نفی ہو رہی ہے یہی امام احمد بن حنبل رحمۃ اللہ علیہ کا مختار مذہب ہے کہ وضوء کے صحیح ہونے کے لیے تسمیہ شرط ہے۔ اسحاق فرماتے ہیں: جس نے جان بوجھ کر تسمیہ کو ترک کیا وہ دوبارہ وضوء کرے اور اگر بھول سے رہ گئی یا وہ (اس حدیث کی) تاویل کرنے والا ہو تو یہی وضوء کافی ہو گا"۔

ائمہ ثلاثہ (امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور امام مالک رحمہم اللہ) کے نزدیک یہ حدیث کمالِ وضوء کی نفی کے لیے ہے۔ اور ہمارے (احناف) کے نزدیک وضوء کے لیے تسمیہ سنت یا مستحب ہے۔ اُس حدیث کی وجہ سے جسے ابو داؤد اور ترمذی نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے اور دار قطنی نے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، عبد اللہ ابن مسعود اور عبد اللہ بن عمر رضی اللہ عنہم سے روایت کیا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے

61- التبريزى، **مشكوة المصابيح**، كتاب الطهارة، باب سنن الوضوء، حديث: 402۔

62- أبو محمد موفق الدين عبد الله بن احمد ابن قدامة، **المغنى** (القاهرة: مكتبة القاهرة، 1968ء)، 1:86۔

63- أبو الحسن على بن عمر دار قطنى ، **سنن الدار قطنى**، كتاب الطهارة، باب التسمية على الوضوء (بيروت: مؤسسة الرسالة، 2004ء)، حديث: 233۔

64- محمد بن محمد بن عيسىٰ الترمذى، **سنن الترمذى**، كتاب ابواب الصلاة، باب ما جاء فى وصف الصلاة (مصر: شركة مكتبة ومطبعة مصطفىٰ البابى الحلبى، الطبعة الثانية، 1975ء)، حديث: 302۔

65- التبريزى، **مشكوة المصابيح**، كتاب الطهارة، باب سنن الوضوء، حديث: 402۔

فرمایا:"من توضأ فذكر اسم الله كان طهوراً لجميع بدنه ومن توضأ ولم يذكر اسم الله كان طهوراً لأعضاء وضوئه" (جس نے وضوء کیا اور اللہ کا نام بھی لیا تو یہ سارے بدن کی طہارت ہے اور جس نے وضوء کیا لیکن اللہ کا نام نہ لیا تو یہ صرف اعضائے وضوء کی طہارت ہے) اس حدیث کا سیاق تسمیہ کے ذریعے کمال کے اثبات کے لیے ہے اور یہ سنیت یا استحباب کی علامت ہے۔ اور یہ بھی کہ تسمیہ کے باب میں وارد احادیث کو اکثر محدثین کرام نے ضعیف قرار دیا ہے اس لیے ہمارے نزدیک اصح یہ ہے کہ تسمیہ وضوء کے لیے مستحب ہے سنت نہیں۔ اسی طرح اصحابِ سنن نے رسول اللہ ﷺ سے روایت نقل کی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: "إذا قمت إلى الصلاة فتوضأ كما أمرك الله" (یعنی جب تو نماز کا ارادہ کرے تو اس طرح وضو کر جیسے اللہ تعالیٰ نے تمہیں وضو کا حکم دیا ہے) اور اللہ تعالیٰ نے وضو کا حکم دیتے ہوئے ارشاد فرمایا: "﴿إِذَا قُمْتُمْ إِلَى الصَّلَاةِ فَاغْسِلُوا﴾"[66]، اللہ تعالیٰ نے اس میں تسمیہ کا ذکر نہیں فرمایا"۔

مذکورہ بالا مثال سے واضح ہوتا ہے کہ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے فقہی مسئلہ میں ائمہ اربعہ کے صرف مذاہب ذکر کرنے پر ہی اکتفاء نہیں کیا بلکہ انہیں حدیث سے مؤید کیا ہے اور فقہ اور حدیث میں تطبیق دینے کی بھی بھرپور کوشش کی ہے۔

لمعات التنقیح کے منہج کے اہم نکات

اس کے علاوہ ذیل میں دیگر امور میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کے عمومی منہج کو چند ایک نکات کی صورت میں بیان کیا جائے گا:

- آپ رحمۃ اللہ علیہ نے مشکوٰۃ المصابیح کی تمام احادیث کی تشریح کا التزام کیا ہے خواہ کسی حدیث میں کلام مختصر ہی ہو لیکن کلام کیا ضرور ہے۔
- آپ رحمۃ اللہ علیہ تراجم الابواب کی شرح میں ان کے معانی واحکام پر مفصل بیان فرماتے ہیں۔
- اہم کتبِ حدیث کی روشنی میں رجال الحدیث کی توضیح و تحکیم کرتے ہیں۔ رواتِ حدیث میں سے ہر ایک کے حالات ذکر نہیں کرتے البتہ ضعیف روات کے مختصر حالات زندگی بیان کرتے ہیں۔
- راوی کے نام کا تلفظ واضح کرتے ہیں۔ اس کے لیے کتبِ لغت سے استشہاد کرتے ہیں۔
- حدیث کی تفہیم و توضیح کے لیے آپ نے الفاظِ حدیث / غریب الحدیث کی تشریحات پر بہت زیادہ توجہ دی ہے۔
- غریب الحدیث کی وضاحت کے لیے قرآن و سنت، کتب حدیث، تفسیر، شروحِ حدیث اور کتب لغت سے

---

[66]- القرآن، 6:5-

استفادہ کرتے ہیں۔

- بعض مقامات پر جملوں کی نحوی تراکیب بھی بیان کرتے ہیں۔
- فقہی مسائل کی توضیح انتہائی آسان انداز میں کرتے ہیں۔
- مختلف فیہ مسائل میں تطبیق و ترجیح دیتے ہیں۔
- بعض مقامات پر فقہی مسائل میں مذاہب اربعہ کے بیان کے وقت فقہ حنفی کے لیے "عندنا" اور "علمنا" وغیرہ کے الفاظ استعمال کرتے ہیں۔
- فقہِ حنفی کو ترجیح دیتے وقت بھی بعض اوقات یہی الفاظ ("عندنا" اور "علمنا" وغیرہ) استعمال کرتے ہیں۔

نتائج بحث

"لمعات التنقیح فی شرح مشکوٰۃ المصابیح" شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کا ایک گراں قدر علمی کارنامہ ہے۔ یہ شرح عام فہم ہے جس میں بہت سے لغوی، نحوی اور فقہی مباحث ہیں جو کہ علوم دینیہ سے شغف رکھنے والوں کے لیے انتہائی مفید ہیں۔ آپ نے اس شرح کے لیے جن معتبر و مستند مصادر و مراجع سے استفادہ کیا ہے ان کی عمدگی بھی اس شرح کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے۔ "لمعات التنقیح" میں بنیادی طور پر دو مباحث کو ہی زیرِ بحث لایا گیا ہے: لغوی مباحث اور فقہی مباحث۔

لغوی مباحث میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیث نبویہ میں بیان ہونے والے مشکل الفاظ کی لغوی و نحوی تحقیق کے لیے قرآنی آیات، احادیث نبویہ ﷺ، کتب لغت، کتب تفسیر اور کتب شروح الحدیث سے نہایت عمدگی کے ساتھ استشہاد کیا ہے۔

آپ رحمۃ اللہ علیہ نے احادیثِ نبویہ سے مستنبط ہونے والے فقہی مسائل کو بھی موضوعِ بحث بنایا ہے۔ اس میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے حلِ مسئلہ کے لیے ادلہ شرعیہ سے استدلال کے ساتھ ساتھ مختلف فیہ مسائل میں ائمہ اربعہ کی آراء اور ان کے دلائل بھی نقل کیے ہیں۔ متعارض روایات میں رفعِ تعارض کے لیے آپ رحمۃ اللہ علیہ نے ان روایات میں تطبیق و ترجیح دی ہے۔ اس کے علاوہ اس شرح میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی نمایاں خدمت تطبیق بین الفقہ والحدیث بھی ہے۔ آپ رحمۃ اللہ علیہ کی فقہی مسائل میں تطبیقات کے درج ذیل تین مراحل ہیں: تطبیق بین القرآن والحدیث، تطبیق بین الحدیثین اور تطبیق بین الفقہ والحدیث۔

مذکورہ بالا تینوں مراحل میں آپ رحمۃ اللہ علیہ کی تطبیقات کے جائزہ سے واضح ہوتا ہے کہ ان تطبیقات میں آپ رحمۃ اللہ علیہ نے نہایت انصاف سے کام لیا ہے اور اہلِ علم نے آپ رحمۃ اللہ علیہ کی ان خدمات کو قدر کی نگاہ سے دیکھا ہے۔

سفارشات

شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کی علم حدیث پر تصنیفات میں سے ایک، انتہائی اہمیت کی حامل تصنیف "لمعات التنقیح فی شرح مشکوۃ المصابیح" ہے۔ شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ نے اس شرح میں معتبر مصادر و مراجع سے استفادہ کیا ہے اس پر آپ کے منہج و اسلوب کی عمدگی اس شرح کی اہمیت و افادیت میں مزید اضافہ کرتی ہے۔ سطورِ بالا میں کی گئی تحقیق کے تناظر میں ذیل میں چند سفارشات پیش کی جاتی ہیں:

1. شیخ عبد الحق محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ کی تصنیفات بالخصوص "لمعات النتقیح" آپ کی محنتِ شاقہ کا ثمرہ ہیں لہٰذا ان کا حق یہ ہے کہ ان سے استفادہ کی راہ ہموار کی جائے۔
2. "لمعات التنقیح" کے کچھ حصہ کو مدارسِ دینیہ اور یونیورسٹیز کے نصاب کا حصہ بنایا جائے۔
3. "لمعات التنقیح" میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ خصوصاً جو تطبیقی خدمات انجام دی ہیں ان کو منظرِ عام پر لایا جائے۔
4. شرح حدیث میں شیخ محقق رحمۃ اللہ علیہ کا اسلوب انتہائی عمدہ ہے اس لیے شرحِ حدیث میں اس اسلوب کو قابلِ تقلید جانا جائے۔

Bibliograph

1. *Abu Al-Ḥasan ʿAlī Bin ʿUmar Dār Quṭnī. Sunan Al-Dār Quṭnī. Bayrūt: Mu'assasat Al-Risālah, 2004 AD.*
2. *Abu Al-Saʿādāt Al-Mubārak Bin Muḥammad Bin Muḥammad Ibn Al-Athīr. Al-Nihāyah Fī Gharīb Al-Ḥadīth Wa Al-Athar. Bayrūt: Al-Maktabah Al-ʿIlmīyah, 1979 AD.*
3. *Abu Bakr ʿAbd Al-Razzāq Bin Humām Al-Ṣanʿānī. Al-Muṣannaf. Bayrūt: Al-Maktabah Al-Islāmīyah, Al-Ṭab'ah Al-Thāniyah, 1403 AH.*
4. *Abu Dāwūd Sulaymān Bin Ash'ath Al-Sijistānī. Sunan Abu Dāwūd. Bayrūt: Al-Maktabah Al-ʿAṣrīyah.*
5. *Abu ʿAbd Allāh Muḥammad Bin Ismā'īl Al-Bukhārī. Al-Jāmiʿ Al-Ṣaḥīḥ. Bayrūt: Dār Ibn Kathīr, Al-Ṭab'ah Al-Ūlā, 2002 AD.*
6. *Abu ʿAbd Al-Raḥmān Aḥmad Bin Shuʿayb Al-Nasā'ī. Sunan Al-Nasā'ī. Ḥalab: Maktab Al-Maṭbū'āt Al-Islāmīyah, Al-Ṭab'ah Al-Thāniyah, 1986 AD.*
7. *Abu Muḥammad Muwaffaq Al-Dīn ʿAbd Allāh Bin Aḥmad Ibn Quḍāmah. Al-Mughni. Al-Qāhirah: Maktabah Al-Qāhirah, 1968 AD.*
8. *Jamāl Al-Dīn Muḥammad Bin Ṭāhir Al-Fatānī. Majmaʿ Bahār Al-Anwār Fī Gharā'ib Al-Tanzīl Wa Laṭā'if Al-Akhbār. Hyderābād: Maṭbaʿat Majlis Dā'irat Al-Maʿārif Al-ʿUthmānīyah, Al-Ṭab'ah Al-Thālah, 1967 AD.*
9. *Khalīq Aḥmad Niẓāmī. Ḥayāt Shaykh ʿAbd Al-Ḥaqq Muḥaddith Dihlawī. Lahore: Maktabah Raḥmānīyah.*
10. *Shaykh ʿAbd Al-Ḥaqq Muḥaddith Al-Dihlawī. Lamʿāt Al-Nuṭqīḥ Fī Sharḥ Mishkāt Al-Maṣābīḥ. Damishq: Dāl Al-Nawādir, Al-Ṭab'ah Al-Ūlā, 2014 AD.*
11. *Shaykh ʿAbd Al-Ḥaqq Muḥaddith Dihlawī. Ash'ʿat Al-Lamʿāt. Mutarjim: Mawlānā Saʿīd Aḥmad Naqshbandī. Lahore: Farīd Book Stall, 1981 AD.*
12. *Faḍl Allāh Bin Ḥasan Bin Ḥusayn Al-Turabishtī. Al-Masīr Fī Sharḥ Maṣābīḥ Al-Sunnah. Saudī ʿArab: Maktabah Nizār Muṣṭafā Al-Bāz, Al-Ṭab'ah Al-Thāniyah, 2007 AD.*
13. *Majd Al-Dīn Abu Ṭāhir Muḥammad Ya'qūb Fīrūz Abādī. Al-Qāmūs Al-Maḥīṭ. Bayrūt: Mu'assasat Al-Risālah Li Al-Ṭab'ah Wa Al-Nashr Wa Al-Tawzīʿ, Al-Ṭab'ah Al-Thāmīyah, 2005 AD.*
14. *Muḥammad Bin ʿAbd Allāh Al-Khaṭīb Al-ʿUmarī Al-Ṭabarīzī. Mishkāt Al-Maṣābīḥ. Bayrūt: Al-Maktabah Al-Islāmīyah, Al-Ṭab'ah Al-Thālah, 1985 AD.*
15. *Muḥammad Bin Muḥammad Bin ʿĪsā Al-Tirmidhī. Sunan Al-Tirmidhī. Miṣr: Sharikat Maktabah Wa Maṭbaʿat Muṣṭafā Al-Bābī Al-Ḥalabī, Al-Ṭab'ah Al-Thāniyah, 1975 AD.*
16. *Nāṣir Al-Dīn Abu Sa'īd ʿAbd Allāh Bin ʿUmar Al-Bayḍāwī. Anwār Al-Tanzīl Wa Asrār Al-Tawīl. Bayrūt: Dār Iḥyā' Al-Turāth Al-ʿArabī, Al-Ṭab'ah Al-Ūlā, 1418 AH.*